مقاصد بعثت ﷺ کے تناظر میں
علم وصاحب علم کی فضیلت

مولانا ڈاکٹر شبیر احمد☆

اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے علم کے ساتھ اہل علم کو جو عزت بخشی ہے وہ اسی کا حصہ ہے قرآن کریم کی بے شمار آیات اور ذخیرۂ احادیث میرے دعویٰ کی صداقت کی گواہی دیں گی۔

جب حضرت محمد ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں پہلی وحی اتری۔ اس بات کا کوئی پتا نہیں چلتا کہ نوعمری میں آپ نے لکھنے اور پڑھنے کے فن میں حصہ لیا ہو اس کے باوجود یہ کس قدر اثر انگیز واقعہ ہے کہ خدا کے پاس سے آپ کو جو سب سے پہلی وحی آئی، اس میں آپ کو اور آپ کے متبعین کو ''اقراء'' یعنی پڑھنے کا حکم تھا اور قلم کی ان الفاظ میں تعریف کی گئی تھی کہ جملہ انسانی علم اسی سے ہے۔

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے۔ جس نے انسان کو ایک جمے ہوئے قطرۂ خون سے پیدا کیا۔ پڑھ یہ تیرا بزرگ پروردگار ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی اور انسان کو وہ چیز بتائی جسے وہ نہیں جانتا تھا'' (۱)

یہ امر نمایاں کیے جانے کے قابل ہے کہ قریب قریب وہ تمام آیتیں جن میں لکھنے پڑھنے یا علم سیکھنے کا ذکر ہے، وہ مکی آیتیں ہیں۔ اس کے برخلاف مدنی آیتوں میں کام کرنے اور تعمیل کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ چناں چہ ارشاد ربانی ہے

۱۔ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں؟ (۲)

۲۔ تم کو علم سے تھوڑی مقدار دی گئی ہے۔ (۳)

۳۔ اللہ سے اس کے بندوں میں صرف عالم ہی ڈرتے ہیں۔ (۴)

☆ ڈائریکٹر، امام وخطیب جامعہ مسجد سڈنی آسٹریلیا۔ ایڈیٹر علوم اسلامیہ

۴۔اور کہہ میرے آقا مجھے علم میں زیادتی عطا کر۔(۵)

۵۔تمہیں وہ چیز سکھائی گئی جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباؤ اجداد(۶)

۶۔اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سات دیگر سمندروں کے ساتھ سیاہی بن جائے تو بھی خدا کے کلمات ختم نہ ہوسکیں۔(۷)

۷۔قسم ہے پہاڑ کی اور قسم ہے ایک کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے ایک جھلی پر جو پھیلائی گئی ہے۔(۸)

۸۔قسم ہے دوات کی اور قلم کی اور اس چیز کی جو تم لکھتے ہو۔(۹)

۹۔اگر ہم نے تجھ پر ایک واقعی تحریری چیز کاغذ پر لکھی ہوئی بھیجی ہوتی۔(۱۰)

۱۰۔اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو یاد علم والوں سے پوچھ لو۔(۱۱)

۱۱۔کسی قوم میں پیغمبر کا مبعوث ہونا تعلیم کے سوا کسی اور غرض کے لیے نہیں ہوتا۔

چناں چہ فرمایا

۱۲۔(ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے دعا کی) اے ہمارے آقا ان کے پاس انہی میں کا ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیتیں سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تذکیہ کرے، تو ہی طاقت ور اور عقل مند ہے۔(۱۲)

۱۳۔وہی ہے جس نے امیوں میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا تا کہ انہیں اس کی آیتیں سنائے ان کا تزکیہ کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔اگر چہ اس سے پہلے وہ خاص گمراہی میں مبتلا تھے۔(۱۳)

۱۴۔بے شک خدا نے ایمان والوں پر مہربانی کی جب اس نے ان کے پاس انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں سناتا ہے، ان کا تذکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اگر چہ وہ اس سے پہلے فاش گمراہی میں مبتلا تھے۔(۱۴)

حقیقت میں تبلیغ اور تعلیم ایک ہی چیز ہیں۔خاص کر ایسے شخص کے لیے جو مذہب وسیاست کو بالکل الگ اور ایک دوسرے سے آزاد چیزیں نہ سمجھتا ہو، معلم اول اللہ کی ذات

ہے۔(۱۵) جس نے علم کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام کو دیگر مخلوقات پر فضیلت دی۔(۱۶) اسی فضیلت کی بدولت حضرت سلیمان علیہ السلام کے مصاحب نے بلقیس کے تخت کو پلک جھپکتے میں حاضر کر دیا۔(۱۷) نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد تعلیم کتاب وحکمت کو قرار دیا گیا۔(۱۸) اور واضح اعلان فرمادیا:

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ (١٩)

جنہیں ایمان کی دولت کے ساتھ علم کی دولت بھی مل گئی ان کے درجات تو بہت ہی زیادہ بلند ہیں۔

مزید یہ کہ جاہل اور عالم کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔(۲۰) آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہی علم اور ذریعہ علم یعنی قلم کے ذریعہ کیا گیا۔(۲۱) یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے معلم کے منصب کو نمایاں کرنے کے لئے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً (۲۲) میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور علماء کو اپنا وارث قرار دیتے ہوئے اعلان کیا: اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءُ (۲۳) نہ عابد وارث ہیں نہ مالدار صرف علماء وارثین نبوت ہیں، معلم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت ابوذرؓ کو نصیحت کی:

يَا اَبَاذَرِ لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةً (٢٤)

اے ابوذر تمہارا کسی کو ایک قرآنی آیت کی تعلیم دینا ایک سو نفل نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔

ابودرداءؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ۔ (٢٥)

عالم کو عبادت کرنے والے پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جیسے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔

حتیٰ کہ علم کو مال سے بھی افضل قرار دیا گیا، بخاری کی روایت ہے: آپ ﷺ نے ایک نکاح میں مال کی جگہ قرآنی سورتوں کو مہر قرار دے کر نکاح کر دیا۔(۲۷) جنگ بدر میں

اسیران بدر سے مال کے بدلہ تدریس کا فریضہ ادا کرا کے اسے مال کے قائم مقام کر دیا حالانکہ اس وقت مسلمانوں کو علم کے مقابلہ میں مال کی زیادہ ضرورت تھی، حضرت علیؓ کا قول ہے:

اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ۔ (۲۷)

علم مال سے بہتر ہے، علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنی پڑتی ہے،

حضرت سلمان فارسیؓ کا قول ہے علم اس خزانہ کی طرح ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (۲۸) حضرت ابوالاسود ارشاد فرماتے ہیں:

لَيْسَ شَيْئٌ اَعَزُّ مِنَ الْعِلْمِ۔ اَلْملوكُ حُكَّامٌ عَلَى النَّاسِ وَالْعُلَمَاءُ حُكَّامٌ عَلَى الْمُلوكِ۔

علم سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں۔ حکمراں لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور اہل علم حکمرانوں پر حکومت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں:

خُيِّرَ سُليمان بن داؤد عَليهما السَّلامَ بَين العلمِ وَالمَال وَالمُلكِ فَاختار العلمِ، فاعطى المالِ والملك معه (۲۹)

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو علم، مال اور حکومت میں اختیار دیا گیا (کہ کسی ایک کو اپنے لئے پسند کرلیں)۔ تو (حضرت داؤد علیہ السلام) نے علم کو پسند کیا۔ تو مال وحکومت بھی انہیں اس کے ساتھ دے دیا گیا۔ صحابہ کرامؓ اور دیگر کے مندرجہ بالا ارشادات سے اسلام میں علم کی جو قدر و منزلت ہے اس کا کچھ اندازہ ہوتا ہے لیکن جو چیز اسلامی نقطہ نظر کو ایک امتیازی شان عطا کرتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمی انقلاب کا اہم حصہ ہے وہ آپ کے تصور علم کی ہمہ گیری اور اس کے دینی واخلاقی عناصر کی مقابلتاً زیادہ اہمیت و برتری ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

رضينا قسمة الجبار فينا، لنا العلم و للجهال مال لان

المال يفنى عن قريب وان العلم باق لا يزال

ہم اللہ پاک کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمیں علم ملا اور جاہلوں کو مال مل گیا۔ کیونکہ مال جلدی ختم ہو جائے گا مگر علم باقی رہے گا کہ اُسے زوال نہیں۔

مستشرقین کا اعتراف

مصر کے مشہور اخبار ایجپٹ (Egypt) میں ایک عیسائی عالم نے لکھا تھا: ہم عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں تو ایک نمایاں فرق یہ نظر آتا ہے کہ عیسائی مذہب کے راستہ میں جب علوم وفنون آ گئے تو اس نے نہایت بے دردی کے ساتھ ان کو پامال کیا، لیکن اسلام نے خود علوم وفنون کی بنیادیں قائم کیں، اور عیسائیت و مجوسیت نے جن شائقینِ علوم کو شوقِ علم کے جرم میں جلاوطن کیا اسلام نے انہیں اپنے دامن میں پناہ دی، جس طرح عیسائیت علم وتمدن کے میدان میں اسلام کے دوش بدوش نہیں چل سکتی اسی طرح اخلاقی حیثیت سے بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (۳۰) مشہور محقق ومذہبی مصنف موسیو لیبلی کا قول ڈاکٹر گستاولی بان نے اپنی کتاب ''تمدن عرب'' میں نقل کیا ہے: اسی قدر کہنا کافی ہے کہ وہ مسلمان قوم جس کو تعلیم دینے کا دعویٰ یورپ کر رہا ہے، فی الواقع وہ قوم ہے جس سے خود اسے سبق لینا چاہئے۔ (۳۱)

جو علم حاصل ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں لہٰذا مثالی نظامِ تعلیم کی تشکیل کے لئے ہمیں علم نافع کو نظامِ تعلیم کی بنیاد بنانا ہوگا اور غیر نافع سے اجتناب کرنا ہوگا۔ ابن ماجہ نے جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سَلُوْا اللّٰهَ عِلْماً نَافِعًا وَتَعَوَّذُوْابا اللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ (۳۲) مجھ سے مفید علوم کے سلسلہ میں سوالات کیا کرو، اور فضول غیر نافع باتوں کے بارے میں سوال کرنے سے باز رہا کرو۔

جیسے دنیاوی علوم کے متعدد شعبے ہیں ایسے ہی دینی علوم کے بھی متعدد شعبے ہیں، ایک عتبار سے دینی علوم کے جو چار شعبے ہیں وہ اس حدیث شریف میں اجمالاً بیان کئے گئے ہیں:

اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحكَمَةٌ اَوْسُنَّةٌ اَوْ فَرِيضَةٌ عادلة

وَمَا كَانَ سوىٰ ذلك فهو فضلٌ ۔ (۳۳)

علم تین ہیں: ﴿۱﴾ آیت محکمہ (قرآن کریم کی محکم اور غیر منسوخ آیت) ﴿۲﴾ سنۃ قائمہ، (صحیح سند کے ساتھ روایت کردہ صحیح متن حدیث)۔ ﴿۳﴾ فریضۃ عادلۃ (وہ فرض جو آیت وسنت کا مثل اور عدیل ہے ضرورت دین کی حیثیت سے یعنی اجماع اور قیاس) اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد ہے (یعنی اُس پر دین کی اساس قائم نہیں ہے۔ دینی احکام کی بنیادیں یہی چار ہیں۔)

ایک دوسرے اعتبار سے علم دوطرح کا ہے: نظری وعملی، چنانچہ حضرت امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

والعلم من وجه ضربان نظری وعملی فالنظری ماذا علم فقد كمل نحوا لعلم بموجودات العالم و العملی مالا يتم الا بان يعمل كا العلم بالعبا دات۔ (٣٤)

علم ایک اعتبار سے دوطرح کا ہے: نظری وعملی۔ پس نظری وہ ہے کہ جب وہ علم حاصل ہو جائے تو بات پوری ہو جاتی ہے، مثلاً دنیا میں موجود چیزوں کا علم، اور عملی وہ ہے کہ جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے وہ علم مکمل نہیں ہوتا۔ (کیونکہ وہ علم عمل کے لئے ہوتا ہے) جیسے عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کا علم

مشہور محدث حضرت امام دارمی سمرقندیؒ (۳۵) نے مسند دارمی میں حضرت حسن بصریؒ (۳٦) کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

العلم علمان فعلم فی القلب فذاك العلم النافع و علم علی اللسان فذلك حجة الله عزوجل علی ابن آدم۔ (٣٧)

علم دوطرح کا ہے: (ایک) وہ علم جو قلب میں ہو، ایسا علم (نور) ہے جس سے دوسروں کو نفع پہنچتا ہے۔ (علم باطنی) اور (دوسرا) وہ علم جو (صرف) زبان پر ہو۔ یہ ایسا (ظاہری) علم ہے جو ابن آدم پر اللہ عزوجل کی دلیل وحجت ہے (کہ اگر اس پر علم نہ ہو تو پکڑ ہے)۔

حضرت محمد بن عثمان بن عمر البلخی حنفیؒ نے اپنی معرکۃ الآراء تالیف ''عین العلم'' میں

علم کی اسی تقسیم کو ایک اور خوبصورت تعبیر دیتے ہوئے اس طرح بیان فرمایا ہے:

العلم علمان : علم المکاشفة فهو نور یظهر فی القلب فیشاهد به الغیب ...... وعلم المعاملة وهو العلم بما یقرب الیه تعالیٰ وما یبعد منه تعالیٰ۔ (۳۸)

علم دو طرح کا ہے (ایک) علم المکاشفۃ، یہ علم ایسا نور ہے جو قلب میں ظاہر ہوتا ہے اور انسان اس علم کے ذریعہ غیب کا مشاہدہ کرتا ہے اور (دوسرا) علم المعاملہ ہے یہ ایسا علم ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتا ہے۔

مغرب میں بھی علم نافع وعلم غیر نافع اور بعض علوم کی مضرتوں اور نقصانات کا تصور موجود ہے۔ چنانچہ انسائکلو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

An education may be good or bad...... its goodness or badness will be relative to the virtue wisdom and intelligiece of the educator, It is good only when it aims at the right kind of product and when the means it adopts are well adapted to secure the intended results and are applied intelligently, consistently and persistently. (39)

تعلیم اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی۔ اس کا اچھا یا برا ہونا اسی تناسب سے ہوگا جو اس کو نیکی، عقل ودانش اور معلم کی آگہی و باخبری سے ہے۔ تعلیم اُسی وقت اچھی متصور ہوگی جب اُس کا مقصد صحیح نتیجے کا حصول ہوگا اور جب مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے اختیار کئے گئے ذرائع بھی اُسی کے مطابق بہتر طور پر استعمال کئے گئے ہوں گے اور یہ عمل ذہانت سے یکساں طور پر اور مستقل مزاجی سے ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ مسلمانوں کی تربیت کے لئے علم غیر نافع سے بچنے کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے صحیح مسلم وابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ دعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ

وَمِنْ قَلْبٍ لاَّ يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لاَّ تَشْبَعُ ۔ (٤٠)

قرآن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شخصیت کے جہاں مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے وہیں تعلیمی پہلو کو بھی واضح اور نمایاں کر کے بیان کیا ہے۔(۴۱) دعاء ابراہیمی کو مقاصد بعثت اور منصب نبوت قرار دے کر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

لقد من الله على المومنين اذبعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اياته ويز كيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة ۔ (٤٢)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ انہیں میں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو اللہ کے احکامات کی تعلیم دیتے ہیں، تزکیہ نفس کرتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

انہی خصوصیات کا ذکر دیگر آیات میں بھی کیا گیا ہے۔(۴۳) جن سے اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔گویا فروغ علم کا تعلق منصب نبوت سے ہے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انما بعثت معلما** (۴۴)''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔علم کی قدر و قیمت کو بڑھانے کے لئے قرآن نے صاف اعلان کیا۔**قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون** (۴۵)''اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے''۔یعنی برابری کی بنیاد علم ہے بشرطیکہ تقویٰ سے متصف ہو۔

اسلام میں علم کو کتنی اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ آپ اس مشہور واقعہ سے بھی لگا سکتے ہیں جسے اکثر اصحاب السیر نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے کہ''غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکین مکہ جنگی قیدی بن کر آئے تو ان کی رہائی کا معاوضہ یہ طے کیا گیا کہ ہر قیدی مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے۔(۴۶)

عبدالحیٔ کتانی لکھتے ہیں اس وقت قیدی کی رہائی کی رقم چار ہزار تھی۔(۴۷) جو کہ آج چار لاکھ سے بھی زائد ہے۔ہمیں اس واقعہ سے دو باتوں کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال پر علم کی برتری اور عزت کو قائم کیا۔حالانکہ اس وقت مسلمان

معاشی طور سے بہت کمزور تھے۔ انہیں علم سے زیادہ مال کی حاجت تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم کی اہمیت سے آگاہ تھے کہ علم کے بغیر کوئی بھی قوم دینی و دنیوی اعتبار سے ترقی حاصل نہیں کرسکتی۔ اس لئے معاشی مشکلات کے باوجود فروغ علم پر بھرپور توجہ دی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ استاذ چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم اس سے حصول علم میں مدد حاصل کرنے سے ہچکچانا نہیں چاہئے۔ ہاں یہ ملحوظ رکھے کہ اس کے کفریہ افکار ونظریات میں اس کا آلہ کار نہ بنے۔

علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگائے کہ اسلامی تعلیمات کا آغاز اقراء سے ہوتا ہے۔ سب سے پہلے نازل ہونے والی وحی میں حکم دیا گیا۔

اقرا بسم ربك (٤٨) اللہ کے نام سے تعلیم کا آغاز کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود تعلیم حاصل کی (۴۹) بلکہ لوگوں کو تعلیم دی اور تعلیم یافتہ صحابہ کرام کو حکم دیا کہ لوگوں کی تعلیم وتربیت کریں جیسا کہ استیعاب کے مصنف لکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینہ میں لوگوں کو کتاب سکھائیں۔ (۵۰) عبدالحیٔ کتانی لکھتے ہیں کہ یہی خدمت عبادہ بن صامت اور حکم بن سعید بھی کرتے تھے۔ (۵۱) آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ جو مسلمان صحابہ یہاں موجود ہیں وہ غائبین تک میرا پیغام پہنچادیں یہ سن کر صحابہ کرام دنیا بھر میں پھیل گئے جو لوگ حرمین جانے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ وہاں صحابہؓ کی عشر عشیر تعداد بھی مدفون نہیں ہے بلکہ کوئی مصر میں مدفون ہے، کوئی دمشق میں اور کوئی وسط ایشیاء میں۔

وہ اہل علم جو تعلیم وتعلم کے شعبہ سے وابستہ ہیں انہیں فخر محسوس کرنا چاہئے کہ وہ کتنے عظیم منصب سے وابستہ ہیں یہ کار نبوت ہے۔ انسان کامل کی توجہات کا مرکز ہے۔ اسی کی ذریعہ فکر وشعور کو حق سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ علم بھلائی ہے۔ روشنی ہے۔ ظلمات میں مینارہ نور ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کے فروغ کا حکم صحابہؓ کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ عام مسلمانوں کو بھی اسی کی تعلیم دی گئی۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة۔ (۵۲)

ہر مسلمان پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت علم حاصل کرنا فرض ہے۔

عورت اور مرد کے درمیان جنس کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں جیسا کہ ایک روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء بنت عبداللہؓ کو حکم دیا کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھائیں۔ (۵۳)

اسی طرح والدین کو حکم دیا کہ اپنی اولاد کو تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ کریں۔ یہ ان کا حق ہے۔ (۵۴) اور والدین کا فریضہ ہے حصول علم ہر مسلمان پر فرض ہے بلکہ علماء نے یہاں تک لکھا ہے علم سے بھاگنے والا گناہ گار ہے۔ (۵۵) اس سلسلہ میں آزاد اور غلام کی تفریق بھی نہیں رکھی گئی ہے۔ (۵۶) عبدالحیٔ کتانیؒ لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ (۵۷) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا حصول ہر زبان میں ہوسکتا ہے اور حصول علم کے لئے ہر زبان سیکھی جاسکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جو حصول علم میں رکاوٹ کا سبب بنے اس کے لئے سخت وعیدیں احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہیں۔ البتہ علم کے ساتھ عمل کو ہر مقصود ہے جو اس کی اور دوسروں کی ذات کے لئے مفید ہے اور عمل تعلیم و تربیت دونوں کے ذریعے ظہور میں آتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر مقاصد بعثت کی مندرجہ بالا قرآنی آیت میں تعلیم کے ساتھ تزکیہ کا لفظ بھی شامل کیا گیا ہے اور عزت ووقار کو صرف علم کے ساتھ مخصوص نہیں کیا بلکہ فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (۵۸) تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس میں علم کے ساتھ تقویٰ کی صفت پائی جاتی ہو۔

ان ہی مختصر گذارشات پر مقالہ مکمل کرتا ہوں اور دعاء گو ہوں اللہ ہمیں علم وعمل دونوں کی توفیق عطا فرمائے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورہ العلق/۱۔۴

۲۔ سورہ زمر/۹

۳۔ سورہ بنی اسرائیل/۸۵

۴۔ سورہ فاطر/۲۸

۵۔ سورہ طٰہٰ/۱۱۴

۶۔ سورہ انعام/۹۲

۷۔ سورہ لقمان/۲۷

۸۔ سورہ طور/۱۔۳

۹۔ سورہ قلم/۱

۱۰۔ سورہ انعام/۷

۱۱۔ سورہ نحل/۴۳

۱۲۔ سورہ البقرۃ/۱۲۹

۱۳۔ سورہ جمعہ/۲

۱۴۔ سورہ آل عمران/۱۶۴

۱۵۔ سورہ البقرہ/۳۱،

۱۶۔ سورہ البقرہ/۳۱اور۳۳،

۱۷۔ سورہ النمل/۴۰، میں دعویٰ کے الفاظ ہیں۔ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ

۱۸۔ تین مقامات پر مقاصد بعثت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پہلی سورۃ البقرۃ/۱۲۹، دوسری سورہ آل عمران/۱۶۴، تیسری سورہ الجمعۃ/۲ میں،

۱۹ سورۃ المجادلۃ/۱۱،

۲۰۔ سورۃ الزمر/۹،

۲۱۔ سورۃ العلق/۱۔۴،

۲۲۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید سنن ابن ماجہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ، ج/۱، ص/۸۳، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم،

۲۳۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث صحیح سنن أبوداؤد محمد ناصر الدین البانی مکتبہ التربیۃ العربیۃ لدول الخلیج ۱۴۰۹ھ، ج/۲، ص/۶۹۴ حدیث نمبر ۹۶، اور صحیح البخاری محمد بن اسماعیل بخاری، باب العلم قبل القول والعمل الصحیح، ج/۱، ص/۱۸۹،

۲۴۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید سنن ابن ماجہ داراحیاء، التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ حدیث نمبر ۲۱۹،

۲۵۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث صحیح سنن ابوداؤد البانی، ج/۲، ص/۶۹۴، حدیث ۹۶،

۲۶۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری دارالریان للتراث ۱۴۰۷ھ، ج۱، حدیث ۱۴۳،

۲۷۔ غزالی، ابوحامد محمد بن محمد احیاء علوم الدین دارالمعرفۃ بیروت، ج/۱، ص/۱۷۔۱۸،

۲۸۔ موسوعۃ نضرۃ النعیم، مطبعۃ الفہد بن عبدالعزیز المملکۃ العربیۃ السعودیہ ۱۹۹۶ء/ ج ۷، ص ۲۹۷۶،

۲۹۔ غزالی، ابوحامد محمد بن محمد احیاء علوم الدین، ج۱، ص/۱۴،

۳۰۔ آئینہ حقیقت نما، ص/۵۷،

۳۱۔ گستاولی بان، ڈاکٹر، تمدن عرب، مترجم مولوی سید علی بلگرامی، مطبوعہ مفید عام آگرہ ۱۸۹۶ء،

ص٦١

۳۲۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر۳۸۴۳،

۳۳۔ الخطیب، شیخ ولی الدین مشکوۃ المصابیح مطبوعہ کراچی، ۱۳۶۸ھ/ص۳۳،

۳۴۔ اصفہانی، امام راغب، المفردات فی غریب القرآن، ص/۳۴۳،

۳۵۔ یہ مسند دارمی کے مصنف عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل ہیں۔

۳۶۔ اس سے مراد حسن بصری معروف صوفی ہیں۔

۳۷۔ الخطیب، شیخ ولی الدین مشکوۃ المصابیح، ص/۳۷،

۳۸۔ محمد بن عثمان بن عمر الحنفی عین العلم، ص/۱۶،

39. Encyclopaedia Britannica 1768. VoL-7, P 964.

۴۰۔ الالبانی، محمد ناصر الدین، صحیح سنن النسائی، مکتبۃ التربیۃ لدول الخلیج ۱۴۰۹ھ، ج/۳، ص/۱۱۱۳، حدیث نمبر۵۰۵۳، اور صحیح المسلم حدیث۲۷۲۲،

۴۱۔ سورۃ بقرہ:

۴۲۔ سورۃ آل عمران:۱۶۵

۴۳۔ سورۃ البقرہ:۱۲۹، سورۃ آل عمران:۱۶۴، سورۃ الجمعہ:۲

۴۴۔ الحدیث

۴۵۔ سورۃ الزمر:۱۰

۴۶۔ عہد نبوی کا اسلامی تمدن/ ترجمہ التراتیب الاداریہ/ مصنف عبد الحیٔ کتانی: مترجم رضی الدین/ ناشر ادارۃ القرآن کراچی، طبع اول ۱۹۹۱/ص۴۱

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ سورۃ العلق:۱

۴۹۔ اللہ تعالیٰ سے بذریعہ جبریل

۵۰۔ عہدی نبوی کا اسلامی تمدن/ص۴۱

۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ الحدیث

۵۳۔ عہد نبوی کا اسلامی تمدن/ص۴۲

۵۴۔ عہدی نبوی کا اسلامی تمدن/۳۳۶

۵۵۔ مرقع نبوی مصنفہ آغاز اشرف/ مکتبہ القریش، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۸ء/ص۵۸۷

۵۶۔ عہدی نبوی کا اسلامی تمدن/۳۳۳

۵۷۔ مرقع نبوی/ص۵۸۷

۶۸۔ سورۃ الحجرات:۱۳